

1 عمومی جائزہ

پالیسی سازوں کو امید تھی کہ مالی سال 12ء میں ملک بہتر معاشی کارکردگی کا مظاہرہ کرے گا۔ گذشتہ سال معیشت کے لیے مشکل تھا، نہ صرف مالی سال کی ابتدا میں تباہ کن سیلاب کی بنا پر بلکہ بیرونی مالکاری کے فقدان اور توانائی کی قلت کی وجہ سے بھی۔

جدول 1.1: پنجب معاشی اٹھارے				
م 12ء	م 11ء	م 10ء		
شرح نمو (فیصد)				
2.1	-2.9	-1.7	جولائی تا اکتوبر	بڑے پیمانے کی ایشیا سازی
7.6	15.8	-8.3	جولائی تا نومبر	برآمدات (ایف او بی)
20.2	17.3	-23.0	جولائی تا نومبر	درآمدات (سی آئی ایف)
29.7	11.2	0.7	جولائی تا ستمبر	ٹیکس حاصل (ایف بی آر)
12.0	12.9	13.9	دسمبر	صارف اشاریہ قیمت (12 ماہی ح*)
2.5	2.3	1.1	جولائی تا نومبر	نئی شعبے کا قرضے
2.3	5.3	3.8	جولائی تا نومبر	رشد زر (2ر)
ارپ امریکی ڈالر				
16.9	17.1	15.0	29 دسمبر	کل سیال ذخائر ¹
5.2	4.4	3.8	جولائی تا نومبر	کارکنوں کی ترسیلات
0.3	0.7	1.0	جولائی تا نومبر	خالص بیرونی سرمایہ کاری
فیصدی ڈی پی پی ²				
1.2	1.5	1.5	جولائی تا ستمبر	مالیاتی خسارہ
2.7	2.2	2.7	جولائی تا نومبر	تجارتی خسارہ
0.9	0.3	1.0	جولائی تا نومبر	جاری حسابات کا خسارہ
1 اسٹیٹ بینک اور کرنل بینکوں میں *ح: حرکت پذیر اوسط				
2 نسبت نمائیں پورے سال کے سی ڈی پی پر مبنی				

بدقسمتی سے مالی سال 11ء کی طرح مالی سال 12ء کے ابتدائی مہینوں میں ملک پھر سیلاب کی زد میں آ گیا۔ اس کے ساتھ بیرونی کھاتے میں پیدا ہونے والی منفی کیفیات نے مالی سال 12ء کے امکانات کو کسی قدر ناخوشگوار بنا دیا۔

مثبت امر یہ ہے کہ مالی سال 12ء کا سیلاب مالی سال 11ء جتنا شدید نہ تھا۔ زیریں سندھ کے علاقے میں کپاس اور چھوٹی فصلوں کو کچھ نقصان پہنچا تاہم پنجاب میں کپاس کی بہتر پیداوار سے اس کی بڑی حد تک تلافی ہو گئی۔ کپاس کی فصل کی جائزہ کمیٹی کے تازہ ترین تخمینے میں فصل کا حجم لگ بھگ ایک کروڑ 26 لاکھ گانٹھیں متعین کیا گیا جبکہ سالانہ منصوبے کا ہدف ایک کروڑ 28 لاکھ گانٹھیں تھا۔

مزید برآں، شعبہ زراعت کو گندم اور چاول کی

بہتر پیداوار سے استحکام مل سکتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس کے نتیجے میں فاری آمدنی میں اضافہ ہو جائے۔ فصلوں کی زیادہ مستحکم عالمی پیداوار کی بنا پر فصلوں کی قیمتوں پر دباؤ پڑ رہا ہے اور وہ کمی کی طرف مائل ہیں: مارچ 2011ء کے نقطہ عروج کے مقابلے میں کپاس کی قیمتیں 50 فیصد سے زیادہ گر چکی ہیں جبکہ ملک میں گنے کے کاشتکاروں کو شکر کے نرخوں میں عالمی کمی کی وجہ سے اچھا منافع حاصل کرنے کے لیے بہت جدوجہد کرنا پڑ رہی ہے۔ اگرچہ گندم کی سرکاری قیمت بڑھا کر 1050 روپے فی 40 کلوگرام کر دی گئی ہے تاہم حکومت نے ابھی تک اپنی خریداری کے اہداف کا اعلان نہیں کیا۔ اگر حکومت نے زیادہ بڑا ہدف مقرر کر دیا تو اس کی قرض گیری کی ضروریات میں مزید اضافہ

ہو جائے گا۔ اس سے کوریج کے لحاظ سے پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی ہیں جس کے نتیجے میں کاشتکار سہ ماہی قیمت سے کم نرخ پر مل مینوں کو گندم فروخت کرنے پر مجبور ہو سکتے ہیں۔

مجموعی زرعی آمدنی میں کمی کے شعبہ اشیا سازی پر منفی اثرات پڑ سکتے ہیں، خصوصاً صارفین پائیدار اشیا کی صنعت پر۔ خوش قسمتی سے اس سال اشیا سازی کی سرگرمیاں سیلاب سے زیادہ متاثر نہیں ہوئیں۔ بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں (جولائی تا اکتوبر 2011ء) تک 2.1 فیصد کی شرح نمو ریکارڈ کی گئی جو پورے سال کے ہدف 2.0 فیصد کے پیش نظر صحیح رفتار ہے۔ سب سے بڑے ذیلی شعبوں (ٹیکسٹائل، غذا، سینٹ، پٹرولیم مصنوعات، ادویات وغیرہ) نے مناسب شرح ہائے نمو کا مظاہرہ کیا ہے۔ تاہم آئندہ نمو کے امکانات قدرے غیر یقینی ہیں۔ ٹیکسٹائلز گرتی ہوئی طلب اور اشیا کی بین الاقوامی قیمتوں سے متاثر ہو سکتی ہیں۔ سینٹ میں حالیہ نموز زیادہ تر ٹیسٹ افیکٹ کی وجہ سے ہے کیونکہ سیلاب کی بنا پر س 11ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران طلب کم رہی۔ کھاد کی پیداوار جو گیس کی قلت کے باعث پہلے ہی محدود ہے مزید سست ہو سکتی ہے اور پٹرولیم کا شعبہ گرتی قرضے کے مسئلے سے نقصان سے دوچار ہو سکتا ہے۔

جولائی تا اکتوبر س 12ء کے دوران بڑے پیمانے پر اشیا سازی کے شعبے کی کارکردگی کے مطابق نجی شعبے کی جانب سے قرضوں کی طلب بھی سست رہی۔ آخر نومبر 2011ء تک نجی شعبے کے قرضے میں 2.5 فیصد اضافہ ہوا جبکہ پچھلے سال 2.3 فیصد ہوا تھا۔ نجی کاروباری اداروں کو دیے گئے قرضے (پینگیان) زیادہ پریشان کن ہیں جن میں 9.1 ارب روپے کی کمی آئی جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 73.6 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔¹ نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضوں کی تقسیم کے حوالے سے شکر اور ٹیلی مواصلات کے شعبوں میں سب سے زیادہ سست رفتاری آئی جس کا سبب کچل کاری (شکر کے حوالے سے) کا تاخیر سے شروع ہونا اور ٹیلی مواصلات کے شعبے میں ممکنہ سیرشدگی ہے۔² دوسری طرف سینٹ اور آئی پی بیز میں خاصے اضافے ہوئے۔ ماضی کی طرح زیادہ تر قرضے جاری سرمائے کی ضروریات پوری کرنے کے لیے لیے گئے جبکہ معینہ سرمایہ کاری قرضے کم کم رہے۔

مالی سال 12ء مسلسل دوسرا سال ہے جس میں بڑے پیمانے پر آنے والے سیلاب نے معاشی نمو پر منفی اثر مرتب کیا اور ملک میں مایوسی اور تباہی پھیلائی۔ اگرچہ حکومت نے رواں مالی سال کے آغاز میں فوری امداد پہنچانے میں تیزی دکھائی تاہم اس قسم کی قدرتی آفات سے نمٹنے کے لیے درکار ادارہ جاتی اور طبیعی انفراسٹرکچر میں بہتری لانے کی ضرورت ہے۔ لہذا حکومت کو زندگی اور املاک کو ممکنہ نقصان کو کم سے کم کرنے کے لیے خصوصی احتیاطی اقدامات کرنے چاہئیں۔ تاہم یہ مشکل ہوگا کیونکہ حکومت پہلے ہی وسائل کی کمی کا شکار ہے۔

بہر حال حالیہ مالیاتی اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ حکومت اپنی مالیات کو بہتر بنانے کے لیے کچھ پیش رفت کر رہی ہے۔ مالی سال 12ء کی پہلی سہ ماہی میں بجٹ خسارہ جی ڈی پی کا 1.2 فیصد تھا جبکہ پچھلے سال کی اسی سہ ماہی میں 1.5 فیصد رہا تھا۔ بجٹ خسارے میں یہ کمی زیادہ تر وفاقی بورڈ آف ریونیو کے محاصل میں 29.7 فیصد اضافے سے آئی جس کا سبب ٹیکس اکٹھا کرنے کی کوششوں میں تیزی اور درآمدات سے آنے والے بلند تر

¹ نجی شعبے کو قرضے میں سرمایہ کاری اور بل منہا کر کے نجی شعبے کی پینگیان شامل ہیں۔

² دیکھئے باب 3، جدول 3.4۔

محاصل تھے۔ غیر ٹیکس محاصل میں بھی 50.4 فیصد کی متاثر کن نمو ہوئی۔³ تاہم وفاقی بورڈ آف ریونیو کے محاصل میں موسمی رجحانات کی بنیاد پر آخر دسمبر 2011ء تک جمع کردہ رقم 1952.3 ارب روپے کے سالانہ ہدف کی تکمیل کے لیے درکار رقم سے کم ہے۔⁴ آخر سال کے محاصل کے اہداف کو پورا کرنے کا انحصار اتحادی سپورٹ فنڈ کی آمد اور تھری جی لائسنسوں کی فروخت (لگ بھگ 150.0 ارب روپے) پر ہوگا جس کے بغیر حکومت کے لیے بجٹ خسارے کو سالانہ ہدف کے اندر رکھنا مشکل ہوگا۔⁵

مزید برآں وفاقی حکومت نے صوبوں کی جانب سے بجٹ میں 125.0 ارب روپے کا فاضل مختص کیا ہے تاہم صوبوں کے اخراجات میں 52.8 فیصد اضافہ ہو گیا ہے جس کے نتیجے میں وہ م 12ء کی پہلی سہ ماہی تک صرف 11.6 ارب روپے فاضل کا انتظام کر پائے جو پچھلے سال کی اسی مدت کی نسبت 85.7 فیصد کم تھا۔ صوبوں کی جانب سے ڈالے جانے والے حصے میں کمی سے مالیاتی خسارے کا ہدف مزید دشوار ہو جائے گا۔

بیرونی وسائل سے رقم نہ آنے کی وجہ سے بجٹ کا خسارہ پورا کرنے کا بوجھ بینکاری نظام پر بہت زیادہ پڑ گیا ہے جس سے نجی شعبے کی گنجائش ختم ہو گئی ہے اور بینک اپنا مالی وساطت کا کردار ادا کرنے سے گریز کر رہے ہیں۔ آخر نومبر 2011ء تک بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری 736.8 ارب روپے تھی جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 336.1 ارب روپے رہی تھی۔ اس رقم میں پی ایس ای کے قرضے کی واپسی کے لیے بینکوں سے لیے گئے 391.0 ارب روپے شامل ہیں۔ یہ قرضہ اب حکومت کے کھاتوں میں منتقل ہو گیا ہے۔ بد قسمتی سے پی ایس ای مسلسل وسائل کے زیاں کا باعث بن رہے ہیں کیونکہ تشکیل نو کا کوئی معتبر منصوبہ عمل میں نہیں لایا گیا۔ نتیجتاً گردش قرضے کا مسئلہ برقرار رہنے کا امکان ہے۔

م 12ء کے ابتدائی مہینوں کے دوران اسٹیٹ بینک سے قرض گیری کو قابو میں رکھنے کی حکومتی کوششوں سے طلبی گرانے کے دباؤ کو دور رکھنے میں مدد ملی اور غذائی زرخوں میں نرمی سے مزید سہارا حاصل ہوا۔ نتیجے کے طور پر گرانے بلحاظ صارف اشاریہ قیمت سال بسال دسمبر 2011ء میں کم ہو کر یک ہندسی (9.7 فیصد) ہو گئی جبکہ پچھلے دو سال تک دو ہندسی رہی تھی۔ اگرچہ توانائی کی قیمت میں اضافے، پاکستانی روپے کی حالیہ کمزوری اور بیس افیکٹ سے آئندہ مہینوں میں گرانے بڑھ سکتی ہے تاہم آخر سال کی اوسط گرانے 12.0 فیصد کے آس پاس رہنے کا امکان ہے جیسا کہ پہلے پیش گوئی کی گئی تھی۔

اگرچہ اسٹیٹ بینک نے نجی شعبے کو تقویت دینے کے لیے پالیسی میں نرمی لانے کے حوالے سے آمادگی ظاہر کی ہے جیسا کہ جولائی اور اکتوبر 2011ء میں کیا گیا تاہم وہ دیگر شعبوں میں کمزوریوں کے نتیجے میں معیشت پر دباؤ میں اضافہ نہیں کر سکتا۔ پالیسی ریٹ کو تبدیل نہ کرنے کے تازہ ترین پالیسی فیصلے کے پیچھے دیگر عوامل کے علاوہ م 12ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بیرونی کھاتوں میں کمزوری کا بھی ہاتھ تھا۔

³ م 12ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کے منافع، حکومتی سرمایہ کاری پر منافع منقسمہ اور متفرق وصولیوں (لائسنس فیس، اثاثوں کی فروخت سے ہونے والی آمدنی) کی وجہ سے غیر ٹیکس محاصل میں بڑا اضافہ ہوا۔ غیر ٹیکس محاصل عموماً ٹیکس محاصل سے زیادہ تغیر پذیر ہوتے ہیں۔

⁴ ایف بی آر کے اعداد و شمار کے مطابق آخر دسمبر 2011ء تک 840.1 ارب روپے جمع کیے گئے ہیں۔

⁵ 2012ء کے بجٹ میں حکومت نے 4.0 فیصد مالیاتی خسارے کے ہدف کا اعلان کیا جسے سیلاب سے متعلق اخراجات اور محاصل میں متوقع کمی کے اثر کو شامل کرنے کے لیے بعد میں نظر ثانی کر کے 4.7 فیصد کر دیا گیا۔

م 11ء میں پاکستان اس لحاظ سے خوش قسمت رہا کہ اس کا جاری کھاتہ فاضل پر بند ہوا اور براہ راست بیرونی سرمایہ کاری اور دیگر بیرونی سرمایہ کاریوں کے فقدان کے باوجود زرمبادلہ کے ذخائر میں خالص اضافہ ہوا۔ تجارتی کھاتے کے جمود اور مالی کھاتے کی ضرر پذیر نوعیت کے پیش نظر م 12ء میں اس کا کردگی کو برقرار رکھنا مشکل ہوگا۔ تاہم جاری کھاتے میں م 12ء کی پہلی سہ ماہی میں جس تیزی سے بگاڑ آیا ہے اس سے بہت سے حلقے چونک پڑے۔ خاص طور پر ستمبر 2011ء میں صرف جاری کھاتے کا خسارہ 1.0 ارب ڈالر سے زائد تھا۔

ماضی میں پاکستان زرمبادلہ کے ذخائر کے زیاں کے بغیر جاری حسابات کے بڑے خسارے برداشت کرتا رہا ہے کیونکہ مالی کھاتے میں بھرپور رقوم آتی رہیں۔ بد قسمتی سے ملکی کمزوریوں اور بین الاقوامی مالی بلچل دونوں کی وجہ سے مالی رقوم کی آمد تقریباً بند ہو گئی ہے جس سے ملک کی معاشی کمزوری بڑھ گئی ہے۔ اگرچہ کچھ مالی رقوم کی آمد متوقع ہے تاہم جاری حسابات کے خساروں کا کچھ حصہ ذخائر کے ذریعے پورا کیے جانے کا امکان ہے جیسا کہ جولائی تا اکتوبر م 12ء میں ہوا تھا۔ اس عمل کے زری انتظام اور قیمتوں کے استحکام پر اہم اثرات مرتب ہوں گے۔

بہر حال حکومت کو امید ہے کہ تھری جی ٹیلی مواصلات لائسنس فیس مل جائے گی۔ اس کے علاوہ حال میں کچھ پیش رفت کی بنا پر امید ہے کہ اتحادی سپورٹ فنڈ کا کچھ حصہ، امریکہ سے دو طرفہ امداد اور پی ٹی سی ایل کی نجکاری کی آمدنی حاصل ہوگی۔ مزید برآں تبدیلی کرنسی انتظامات سے بھی، جو حال ہی میں ترکی اور چین کے مرکزی بینکوں کے ساتھ طے پائے ہیں، دو طرفہ تجارت اور سرمایہ کاری کو فروغ ملے گا اور ملک کے ذخائر پر دباؤ کم ہوگا۔

تاہم اسٹیٹ بینک نظر رکھے ہوئے ہے کہ روپے کا دباؤ منڈی میں سٹے بازی کی شکل اختیار نہ کرے کیونکہ اس سے خدشات صحیح ثابت ہو جائیں گے۔ ایک چکدار شرح مبادلہ کا انتظام کرنے میں توازن قائم رکھنا مشکل ہے جہاں ایک طرف معاشی مبادیات فعال ہوں اور دوسری طرف سٹے بازی (عالمی معیشت میں کرنسی میں تیزی سے اتار چڑھاؤ کے تناظر میں)۔ اسٹیٹ بینک روپے میں کسی اضافی تغیر پذیری کو ختم کرنے کے لیے بازار مبادلہ کا بغور جائزہ لیتا رہے گا۔